20

جمعہ کی رات کو ہر احمدی تہجد پڑھے

(فرمودہ ۱۲- جون ۱۹۳۱ء)

تشہد' تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا-

میں نے متواتر دوستوں کو بتایا ہے کہ الٰہی قرب کا رستہ پُل صراط کہلاتا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ وہ صرف ایک ہی رستہ ہے اور یہ کہ وہ ایسا باریک رستہ ہے کہ اگر ہم اس سے ذرہ بھی دائیں بائیں ہو جائیں تو تمام کوششیں ضائع ہو جاتی ہیں وہ رستہ در حقیقت دعا اور تدبیر یا توکّل اور تدبیر کے درمیان کا رستہ ہے- اگر ہم دونوں پَیر توکّل کی طرف رکھ لیں تب بھی کامیابی سے محروم رہ جائیں گے اور اگر دونوں پَیر تدبیر کی طرف رکھ لیں تو بھی کامیابی سے محروم رہیں گے بظاہر یہ عجیب بات معلوم ہوتی ہے کہ دونوں پَیر توکّل کی طرف رکھیں تو کیوں محروم رہیں گے- مگر یہ عجیب نہیں- توکّل پیدا کرنے والے نے ہی تدبیر کو بھی پیدا کیا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ دونوں سے کام لیا جائے- آنکھیں بڑی اچھی چیز ہیں لیکن اگر ہاتھ پاؤں سے جو بہ نسبت آنکھوں سے ادنیٰ حیثیت رکھتے ہیں کام نہ لیں تو زندگی بے کار ہو جائے گی اور کوئی نہیں کہے گا کہ ہم نے آنکھوں سے جو زیادہ اچھی چیز ہیں کام لیا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ہاتھ پاؤں بے کار ہو گئے- اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک کام رکھا ہے اور وہ چیز اپنے مقام کے لحاظ سے ادنیٰ و اعلیٰ نہیں کہلاتی بلکہ ضرورت کے لحاظ سے ادنیٰ و اعلیٰ سمجھی جاتی ہے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک چیز زیادہ نفع رساں ہے مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس پر توکّل کر کے دوسری کو نظر انداز کر سکتے ہیں- ڈاکٹر ایک نسخہ لکھتا ہے اس میں ایک چیز اہم ہوتی ہے اور باقی اس کی مصلح ہوتی ہیں اصل مقصود نہیں ہوتیں لیکن اگر انہیں چھوڑ دیا جائے تو اصل مقصود دوائی بجائے کسی نفع کے اور بیماریاں پیدا کر دے گی- پس مقام توکّل گو سب سے اعلیٰ

مقام ہے مگر باوجود اس کے مقام تدبیر کو ہم ترک نہیں کر سکتے۔ہاں اس میں شبہ نہیں کہ مقام تدبیر ادنیٰ ہے کیونکہ اس میں بندہ کی کوشش کا دخل ہوتا ہے اور توکّل اللہ تعالےٰ پر ہوتا ہے اور اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ بندے کی چیز اللہ تعالیٰ کی چیز کے سامنے ہیچ اور ناقص ہوتی ہے۔پس میں اپنے دوستوں کو جہاں مقام تدبیر پر کھڑا ہونے کی تلقین کرتا ہوں وہاں مقام توکل کے لئے اس سے بھی زیادہ کہتا ہوں کیونکہ وہ مخفی ہے اور مخفی چیز کی طرف توجہ رکھنا ذرا مشکل ہوتا ہے۔انسان کو اپنی تدبیر اور کوشش تو نظر آتی ہے مگر خدا کا حکم نظر نہیں آتا۔انسان سمجھتا ہے میں نے جلاب لیا میگنیشیا پی لیا اور دست آگیا۔مگر وہ یہ نہیں جانتا کہ وہ جس وقت میگنیشیا پینے لگا تھا تو خدا تعالیٰ نے کُنْ کہا تھا جس کے باعث وہ اسے پی سکا۔پھر ملائکہ نے اس کے اندر تغیرات پیدا کئے۔میگنیشیا بھی ویسا ہی پوڈر ہے جیسا کہ دوسری دوائیاں ہیں مگر خدا تعالیٰ نے کُنْ سے اس کے اندر خاص تاثیرات ودیعت کیں پھر اسکے دماغ کو رغبت ہوئی اور معدہ کو قبولیت کی طاقت ملی۔ممکن ہے کوئی اس سے انکار کر دے لیکن حقیقت یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے کُنْ سے ہی ڈاکٹر نسخہ لکھتا ہے۔کُنْ سے ہی مریض کو اسے استعمال کرنے کی توفیق ملتی ہے۔کُنْ سے ہی اس کا حلق اسے اندر لے جاتا ہے۔ورنہ کئی لوگ کہہ دیتے ہیں ہم کڑوی دوائی پی نہیں سکتے۔پھر کُنْ سے ہی معدہ اسے قبول کرتا ہے۔اور کُنْ سے ہی اس کی ہڈیاں اور اعضاء رئیسہ اس سے مشارکت اختیار کرتے ہیں اور اس سے جلاب آجاتا ہے۔گویا لاتنے کُنْ کے بعد اثر ہوتا ہے۔اب جلاب تو انسان کو نظر آجاتا ہے مگر کُنْ نظر نہیں آتا۔پس مقام توکل انسان کو نظر نہیں آتا کیونکہ اس کے اسباب مخفی ہوتے ہیں اس لئے اس طرف زیادہ توجہ دلانے کی ضرورت ہوتی ہے۔پنجاب کے ایک راجہ ہیں انہیں قبض کی بیماری ہے ڈاکٹر لوگ جتنا زیادہ علاج کرتے ہیں وہ بڑھتی ہی جاتی ہے۔انہیں مشورہ دیا گیا کہ جاکر یورپ کے چشموں کا پانی استعمال کریں۔اس سے چند دن تو آرام رہا مگر بعد میں اس سے بھی زیادہ شکایت بڑھ گئی۔پھر انیما شروع کیا گیا اس سے کچھ دن تو آرام ہوا مگر پھر وہ بھی بے کار ثابت ہوا اور اب یہ حالت ہے کہ پانچ سات دفعہ انیما کیا جائے تو پاخانہ آتا ہے۔غرض علاج دراصل اللہ تعالیٰ کے کُنْ کے محتاج ہوتے ہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں بعض مواقع پر وہ بالکل کوئی فائدہ نہیں دیتے۔

مقامِ توکّل کا ادنیٰ مقام دعا ہے اس سے توکّل شروع ہوتا ہے۔گو دعا بھی اپنے اندر تدبیر کا ایک پہلو رکھتی ہے یعنی بندہ مانگتا ہے۔دعا سے بھی انسان کو ایک تسکین ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کے

حضور آہ و زاری سے بہت حد تک اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔ پس میں نے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں احباب کو توجہ دلائی تھی کہ اگر اس اہم عبادت کو جس کے متعلق مومن سے امید کی گئی ہے کہ اسے روزانہ ہی بجالائے اور سوائے بیماری یا کسی اور مجبوری کے پسندیہ کیا گیا ہے کہ باقی اوقات میں بھی اسے بجالائے اگر زیادہ نہیں تو ہفتہ میں کم از کم ایک دن کے لئے اختیار کریں۔ آخر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی طرح باقاعدہ تہجد گزاری کی عادت جماعت کو ہو جائے گی اس لئے اگر روزانہ نہیں تو ہفتہ میں ایک بار ہی سہی۔ یہ ایسا آسان طریق ہے کہ جس سے ساری جماعت میں وحدت پیدا ہو سکتی ہے۔

تہجد اور ذکر الٰہی اس وقت دنیا میں مفقود ہو رہا ہے۔ اول تو مسلمان عام نمازیں بھی نہیں پڑھتے۔ مگر تہجد تو بالکل ہی متروک ہے۔ کئی لوگ ذکر بھی کرتے ہیں۔ مگر تہجد نہیں پڑھتے۔ تمہیں بیسیوں ایسے لوگ نظر آئیں گے جو رات کے بارہ بجے ہی اٹھ کر بیٹھ جاتے ہیں اور اَللّٰهُ هُو اَللّٰهُ هُو کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ مگر اس نماز کی توفیق انہیں نہیں ہوتی جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے[1] اور جسے رسول کریم ﷺ ادا کرتے رہے۔ وہ اَللّٰهُ هُو اَللّٰهُ هُو میں ہی ساری رات ختم کر دیں گے اور سچ پوچھو تو سوائے چیخیں مارنے کے اس کی اور کیا حقیقت ہے۔ گویا شیطان اسے مار رہا ہوتا ہے اور ایسا آدمی آگے سے چیخیں مارتا ہے۔ اگر روحانیت ہوتی تو کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا حکم نہ بجالاتا اور ساری رات اَللّٰهُ هُو کرتا رہتا۔ ہمارے ہمسایہ میں ایک ہندو ہے وہ باقاعدہ اپنی تہجد پڑھتا ہے۔ یہ تو پتہ نہیں وہ کیا کہتا ہے کیونکہ میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا سوائے ایں ایں کے مگر جو کچھ بھی ہے اپنے رنگ میں اخلاص ہے۔ وہ کبھی آہستگی سے بولتا ہے تو سیتارام سمجھ میں آتا ہے باقی ایں ایں کے سوا کچھ پتہ نہیں لگتا مگر عام طور پر رات کو اٹھ کر وہ یہ عبادت بجالاتا ہے۔ خصوصاً سردیوں کے موسم میں اگر دوست تہجد پڑھنا شروع کر دیں اور دوسروں میں بھی اس کی تحریک کریں تو بہت ہی مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان پر عام وعظ یا خطبہ کا اثر نہیں ہوتا لیکن اگر انہیں خاص طور پر تحریک کی جائے تو وہ قبول کر لیتے ہیں۔ اگر ہر شہر یا ہر محلہ میں ایسے آدمی مقرر ہو جائیں جو کم از کم جمعہ کی رات کو ہی دوستوں کو تہجد کے لئے جگائیں تو میں سمجھتا ہوں تھوڑے ہی دنوں میں ان کو عادت ہو جائے گی۔ اور اس وجہ سے رغبت دعا کی بھی ہوگی۔ اور یقیناً یہ ایسی بات ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل کو زیادہ کھینچے گی۔ قرآن کریم کی آیت وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ[2] کے اور بھی معنی ہیں مگر اس کے ایک معنی ہم بھی

کرتے ہیں۔ ایک تو اس کے معنے یہ ہیں کہ ہر کوئی کسی چیز کو دنیا میں اپنا مقصود بناتا ہے اور تم خیرات کو اپنا مقصود بناؤ۔ لیکن دوسرے معنے اس کے یہ ہیں کہ ہر شخص اپنا کوئی نہ کوئی مقصد بنائے بیٹھا ہے اور خیرات سے غافل ہے۔ باقی دنیا بھی مذہب کے پیچھے لگی ہوئی ہے مگر اس کا مقصد خدا تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنا نہیں۔ پس یہ میدان خالی ہے اس لئے فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ تم ہمت کرو اور اس میدان میں آگے بڑھ جاؤ۔ خیرات کا میدان ہمیشہ انبیاء کی جماعتوں کے لئے خالی ہوتا ہے۔ نبی اسی وقت آتے ہیں جب حقیقی نیکی دنیا سے مفقود ہو جاتی ہے۔ عادت کے ماتحت نماز، روزہ، زکوٰۃ یا حج نیکی نہیں بلکہ نیکی وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی رضاء کے حصول کے لئے سوچ سمجھ کر کی جائے اور یہی وقت ہمیں نصیب ہوا ہے۔ ساری دنیا اپنے اپنے کام میں لگی ہوئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے

ہر کسے باکار خود بادین احمد کار نیست

پس یہ موقع ہے اس نیکی کے مقام کو حاصل کرلو جس سے باقی لوگ غافل ہیں اور اسے حاصل کرنے کا ایک عمدہ ذریعہ تہجد ہے اور اس کا جو طریق میں نے بتایا ہے اس سے ست لوگ بھی اس میں شامل ہو سکتے ہیں۔ یعنی جمعہ کی رات ہر احمدی تہجد کے لئے اٹھے اور ہر شہر اور ہر قریہ اور ہر محلہ میں ایسے لوگ کھڑے ہو جائیں جو دوستوں کو اس کے لئے جگائیں جیسے رمضان میں جگاتے ہیں۔ ایک دوست غلام قادر سیالکوٹی ہیں بے چارے غریب آدمی ہیں کیونکہ ان کا پیشہ اچھی طرح نہیں چلتا مگر ہیں مخلص۔ وہ رمضان کی راتوں کو بارہ بجے سے ہی پیپہ لے کر لوگوں کو جگانا شروع کر دیتے ہیں۔ پس اگر اسی طرح ہر جگہ ایسا انتظام کیا جائے کہ کچھ دوست اپنے شہر یا محلہ یا نصف محلہ کے لوگوں کو جگا دیا کریں یعنی وہاں رہنے والے ایسے لوگوں کو جن کے پاس خود جاگنے کے سامان نہیں۔ جن کے پاس الارم والی گھڑیاں ہیں یا نوکر ہیں یا جو بورڈنگ وغیرہ میں کسی ایسی جگہ رہتے ہیں جہاں کسی نہ کسی کو جاگ آ ہی جاتی ہے ایسے لوگوں کو چھوڑ کر باقی لوگوں کو جو ممکن ہے خود بخود نہ جاگ سکیں اور جن کے پاس سامان بھی نہ ہوں ان کو اگر تعاون کر کے جگا دیا جائے تو دعاؤں کی بہت کثرت ہو گی۔ جو لوگ اس وقت اٹھیں گے وہ اگر کچھ بھی نہ کریں تو بھی دس پانچ اچھے فقرے تو منہ سے ضرور ہی نکالیں گے اور لاکھوں احمدیوں کے ایسے کروڑوں فقرے جمع ہو کر عرش الٰہی کو ہلا دیں گے۔

پس جماعت اس بلوغت پر جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت پر چالیس سال

گذرنے پر ہمیں حاصل ہوئی ہے بطور یادگار اگر اس نیکی کو اپنے اندر پیدا کر لے تو خدا تعالٰے کے فضل سے یقین ہے کہ دہریت کی رَو جو اس وقت دنیا میں جاری ہے رک جائے گی۔ اور بے دینی اور الحاد کو شکست ہو جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول شروع ہو جائے گا۔ دنیا میں ہر چیز قدم بقدم ترقی کرتی ہے۔ بڑے بڑے کام بھی یکدم نہیں ہو جایا کرتے بلکہ آہستہ آہستہ ہوتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں بھی سارے مسلمان تہجد نہیں پڑھتے تھے آہستہ آہستہ انہیں عادت ڈالی جارہی تھی حتیٰ کہ پھر وہ زمانہ آیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جنگ کے دنوں میں بھی جبکہ ثابت ہے رسول کریم ﷺ بھی چھوڑ دیتے تھے مسلمان تہجد پڑھتے تھے۔ ممکن ہے رسول کریم ﷺ بھی جنگ کے دنوں میں تہجد کے لئے اٹھا کرتے ہوں مگر یہ ثابت ہے کہ نہیں بھی اٹھتے تھے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسلمان جنگ کے دنوں میں بھی تہجد پڑھتے تھے حتیٰ کہ ایک دفعہ جب ہرقل نے ان پر شبخون مارنے کا ارادہ کیا تو اس پر خوب بحث ہوئی اور آخر یہی فیصلہ ہوا کہ نہ مارا جائے کیونکہ مسلمانوں پر شبخون مارنا بے سود ہے اس لئے کہ وہ تو سوتے ہی نہیں بلکہ تہجد پڑھتے رہتے ہیں۔ یہ بھی ترقی کی علامت ہے جو ابتداء میں نہ تھی۔ شروع شروع میں رسول کریم ﷺ کو اس کے لئے بہت تحریک و تحریص کی ضرورت پیش آتی تھی مگر بعد میں آہستہ آہستہ کمزور بھی اس کے عادی ہو گئے۔ پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اس سال جہاں تبلیغ کو خصوصیت کے ساتھ اپنے پروگرام میں داخل کریں وہاں جمعہ کی رات کو تہجد کا بھی ضرور التزام رکھیں۔ اگر کوئی بیمار ہو اور اٹھ نہ سکے تو لیٹے لیٹے ہی دعا کر لے۔ اور اسے قومی شعار بنا لیا جائے اور اس سے ترقی کرتے کرتے باقاعدہ تہجد کی عادت ڈالی جائے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ دوستوں کو اپنے فضل سے اس کی توفیق دے۔ اور ہر قسم کے کبر اور خود پسندی سے دور رکھے اور ان راہوں پر چلنے کی توفیق دے جو اس تک پہنچتی ہوں۔

(الفضل ۱۸۔ جون ۱۹۳۱ء)

---

[1] بنی اسرائیل: ۷۹، ۸۰

[2] البقرۃ: ۱۴۹